خاکِ وطن سے محبت

اور وَندے ماترم وسَرسوتی وَندنا

تاکہ سَنَد ،رہے — یٰسٓ اختر مصباحی
دسمبر ۱۹۹۸ء کی مطبوعہ تحریر — دارُالقلم، ذاکرنگر، نئی دہلی ۲۵

مسلمان ہی نہیں بلکہ، ہرانسان کو اپنے وطن سے بِالُعموم فطری اُنسیت اور محبت ہوا کرتی ہے۔ خاکِ وطن سے اسے بے حد پیار ہوتا ہے۔ خاکِ گور کی طرح، خاکِ وطن کے اندر بھی، جذب وکشش ہوتی ہے۔ وطن سے دور، رہ کر بھی نہاں خانۂ دل میں وطن کی یاد، زندہ اور اس کی محبت ،تروتازہ اور جوان، رہتی ہے۔ گو،اہلِ وطن، اس کے ساتھ کیسا ہی سلوک کریں:

وطن کے لوگ ستاتے تھے جب وطن میں تھے
وطن کی یاد ستاتی ہے، جب وطن میں نہیں

وطن سے محبت اور وفاداری، کوئی نئی چیز نہیں ہے ۔ یہ انسانی خمیر کا جُزِ لازم اور اس کی سرِشت وطینت کا ایک اہم عنصر ہے۔ عرب وعجم، یعنی، ایشیا وافریقہ ویوروپ وامریکہ وآسٹریلیا کی اس میں کوئی تفریق وتخصیص نہیں۔ قلبی ،لسانی، قلمی، ہررُخ اور ہر جہت سے دنیا کے سارے انسان، عموماً اپنے وطن سے محبت ووفاداری کا اظہار واعلان کرتے رہے ہیں۔ اور دفاعِ وطن کے لئے جب کوئی سخت مرحلہ پیش آتا ہے تو وہ، شمشیر بدست اور سربکف ہو جاتے ہیں۔

صرف دِفاعِ وطن نہیں، بلکہ تعمیر وترقیِ وطن کے لئے بھی وہ اپنی استعداد وصلاحیت کے مطابق ،شب وروز کوشاں اور ہمہ تن، مصروف رہتے ہیں۔ کیوں کہ:

اپنے وطن کی تعمیر وترقی میں حبِّ وطن کے ساتھ ساتھ، خود ان کی اپنی ترقی وکامیابی کا راز بھی پوشیدہ ہے۔

ہاں! مذہبی نقطۂ نظر سے سارا عالَمِ اسلام ،کیا عرب کیا عجم، ہر جگہ اور ہر خطہ کے مسلمان، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو رُوے زمین کا افضل ترین حصہ مانتے ہیں۔ اور حرمین شریفین (مکہ ومدینہ) ان کی نظر میں سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ، سب سے افضل اور سب سے محبوب سرزمین ہے۔ کیوں کہ ان، دونوں مقاماتِ مقدسہ کے سینے اور ان کے جوارِ قُدس میں آیاتِ بینات وشعائرُ اللہ کے اَنْ گنت نقوش اور بابرکت خزانے ،موجود ومحفوظ ہیں۔

پیغمبرِ اسلام، حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی ولادتِ طیبہ اور، وصالِ مبارک، اسی سرزمین سے وابستہ ہے۔ قرآنِ حکیم کا نُزول یہیں ہوا۔

بِنائے ابراہیمی، کعبۃُ اللہ، مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی، مسجدِ قبا، مقامِ ابراہیم، صفا ومروہ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ وغیرہ سے لے کر جنّتُ البقیع وجنّتُ المعلیٰ تک، سب کچھ تو یہیں ہے۔

پھر، کوئی مسلمان اپنے قلب ونگاہ اور اپنی امیدوں اور تمناؤں کا مرکز ومحور، اِس سرزمین کے علاوہ، کسی دوسری سرزمین کو کیسے بنا سکتا ہے؟

ہم تو صدیوں سے ببانگِ دُہل، اس حقیقت کا اظہار واعلان کرتے چلے آرہے ہیں کہ:

خاکِ طیبہ از دوعالم، خوشتر ست
اے خنک شہرے، کہ آں جا، دِلبرست

ہیکلِ سلیمانی اور بیتُ اللحم (یوروشلم) کی سرزمین سے پوری دنیا کے یہود ونصاریٰ بھی تو سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟

چین اور جاپان وبَرما وتھائی لینڈ وغیرہ کے بُدھسٹ بھی تو سرزمینِ گیا (بہار) اور کپل وَستو (نیپال) سے والہانہ قلبی محبت وعقیدت رکھتے ہیں؟

اور خود، وہ، لاکھوں ہندو، جو افریقہ ویوروپ وامریکہ وآسٹریلیا کے باشندے وشہری ہیں، اُن کی محبت وعقیدت کے رشتے بھی تو کاشی واجودھیا، متھرا وونِدرابَن وہَری دوار وترویتی وغیرہ سے جُڑے ہوئے ہیں؟ **اور گنگا جل ہی کو وہ، سب سے مقدس پانی سمجھتے ہیں؟**

تو پھر، کس مؤرخ کے اندر، اتنی جرأت، کس مفکر کے اندر، اتنی ہمت، اور کس سیاست داں کے اندر، اتنا دَم خم ہے، جو زمین سے جُڑے ہوئے اِن تاریخی ومذہبی حقائق کو نظر انداز کرسکے؟

شرک آمیز نظم ''وندے ماترم'' کو اتر پردیش وگجرات وغیرہ میں جونیئر ہائی اسکول تک کے طلبہ کے اوپر، لازم قرار دیا جارہا ہے کہ:

وہ ،روزانہ، صبح کے وقت کلاسیں شروع ہونے سے پہلے ''وندے ماترم'' پڑھیں اور دیوار پر آویزاں نقشۂ ہند پر، پھول مالا چڑھائیں۔

کسی نظم کے پڑھنے، نہ پڑھنے پر حبُّ الوطنی کا مدار رکھنا، اور اسے معیار قرار دینا، صرف جہالت وحماقت نہیں، بلکہ جارحیت وانتہا پسندی کے مشتعل جذبات کی تسکین، غیر اکثریتی اقوام وطبقات کی تحقیر وتذلیل، اور:

ان کی حبُّ الوطنی کو مشکوک ومشتبہ بنانے کی ایک نہایت شاطرانہ وعیّارانہ سازش ہے۔

اور یہی وہ، کردار ہے جو ابھی ۲۲؍اکتوبر (۱۹۹۸ء) کو وِگیان بھون، نئی دہلی کے اندر، صوبائی وُزرَاے تعلیم کی کانفرنس میں، کُھل کر سامنے آیا۔

اور جس کے پردہ کے پیچھے چھپے ہوئے **مذموم** انتہا پسندانہ جذبہ اور ''ہندوتوا'' کو شعبۂ تعلیم پر مسلّط کرنے کا منصوبہ، بھانپ کر، غیر بھاجپائی وُزرَاے تعلیم نے ''سرسوتی وندنا'' میں شرکت سے، نہ صرف، انکار کیا بلکہ، اس کے خلاف، کُھل کر اِحتجاج بھی کیا اور صاف صاف اعلان کر دیا کہ:

''سرسوتی وندنا'' کو آڑ بنا کر، ہندتوا کو فروغ دینے اور اس کی جڑیں، مضبوط کرنے کی ہر سازش کا ڈٹ کر، مقابلہ کیا جائے گا۔ اور اسے کسی قیمت پر، برداشت نہیں کیا جائے گا۔

وَندنا، پوجا اور عبادت کو کہا جاتا ہے۔ سرسوتی کو ''شِکچھا دیوی'' (تعلیم کی دیوی) سمجھا اور مانا جاتا ہے۔ ''سرسوتی وندنا'' کا مطلب ہوتا ہے ''شِکچھا دیوی کی پوجا۔''

اسی طرح ''وندے ماترم'' کا مطلب ہوتا ہے کہ:

اے ماں! ہم، تیری پوجا کرتے ہیں۔''

اب، دو دو چار کی طرح، ہر شخص، یہ سمجھ سکتا ہے کہ:

جب، اسلام کے نزدیک، اللہ کے سِوا، کسی کی عبادت اور پوجا، شرک ہے تو پھر:

مسلمان، کسی مخلوق اور غیر اللہ کی عبادت و پوجا پر مشتمل، کسی شرک آمیز نظم اور ترانہ کو ایک لمحہ کے لئے بھی کیسے قبول کر سکتا ہے؟ اسے پڑھنا اور اس پر عمل کرنا تو دور کی بات ہے۔

شرک سے بڑا ظلمِ عظیم تو کسی توحید پرست مسلمان کی نظر میں کوئی دوسرا، ہو ہی نہیں سکتا۔

۸؍نومبر (۱۹۹۸ء) کے روزنامہ، قومی آواز، دہلی میں تہاڑ جیل، دہلی کے ایک قیدی کا خط چھپا ہے۔ جس کے مطابق:

تہاڑ جیل کے ساڑھے نو ہزار قیدیوں میں سے، دو ہزار قیدی، مسلمان ہیں۔

اور سب کو ''پرارتھنا پریڈ'' (پوجا کی پریڈ) میں شریک ہونا، ضروری ہے۔

جو مسلمان قیدی، اس ''پرارتھنا پریڈ'' میں شرکت سے انکار کرے، اُسے جیل افسران، زَدوکوب کرتے ہیں اور جبراً قہراً، اُسے اس میں شریک ہونا پڑتا ہے۔'' (ختم شد)

یہی وہ اصل منصوبہ ہے جس پر عمل کرنے کی تیاری، شروع ہو چکی ہے۔

دھونس، دھمکی، طمع و لالچ اور مختلف حیلوں بہانوں سے اس کے لئے فضا بھی سازگار، بنائی جا رہی ہے۔

آزادیِ ہند (اگست ۱۹۴۷ء) سے بہت پہلے ایک بنگالی مصنّف ''**بنکم چند چٹرجی**'' نے

''**آنند مٹھ**'' کے نام سے ایک بڑا زہریلا ناول لکھا تھا جس میں **مسلم مخالف جذبات** کو ناوِلانہ انداز میں، محض فرضی بنیادوں پر، بَرانگیختہ کیا گیا تھا۔

اور پورے ناول کا **مجموعی تاثر**، غیر مسلم قاری کے ذہن پر، یہ اُبھرتا ہے کہ:

مسلمانوں کے خلاف، اُٹھو، کھڑے ہو جاؤ۔ ان کی عبادت گاہوں اور آبادیوں کو تہس نہس کر دو۔ ان کا وجود، ختم کر دو۔ انھیں غلام، بنا کر رکھو۔

اور، یہ جذبہ اپنی آنے والی نسل کے اندر بھی منتقل کر دو۔

پھر، آن بان کے ساتھ، ہر بچہ، ہر نوجوان، ہر مرد، ہر عورت، یہ ترانہ اور گیت گائے....

وندے ماترم.....وندے ماترم.........وندے ماترم.................وندے ماترم۔

''**آنند مٹھ**'' کے منظرِ عام پر آتے ہی اس کے خلاف، بنگال اور دوسرے صوبوں میں شور و ہنگامہ اور زبردست طوفان، اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

بیان و اِحتجاج کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا اور اس ناول کو نفرت کا بیج بونے والا ناول سمجھ کر اکثر ہندوؤں نے بھی اسے ناپسندیدہ قرار دیا۔

''**وندے ماترم**'' کے سلسلے میں جگہ جگہ، بحثیں ہوئیں۔

اس کے خلاف، آزادیِ ہند سے پہلے ہی، نہ جانے کتنے مضامین لکھے گئے۔

سبھاش چندر بوس، پنڈت جواہر لال نہرو، ڈاکٹر رام منوہر لوہیا جیسے لیڈروں نے بھی ''**وندے ماترم**'' کے خلاف، اپنی رائے دی۔

اور اسے پڑھنے پر، زور دینے والوں کی کُھلے الفاظ میں مذمّت کی۔

پہلے تو خُفیہ طور پر، اور اب بعض صوبوں میں اور سینٹر میں بھاجپائی حکومت، قائم ہو جانے کے بعد، تیزی کے ساتھ، علانیہ طور پر، سنگھ پریوار ''وندے ماترم'' کو پورے ہندوستان کے اسکولوں اور کالجوں میں قومی ترانہ کے طور پر، پڑھائے جانے کی لگاتار، سرگرم کوشش کر رہا ہے۔

جس کے پسِ پردہ ''ہندوتوا'' کی بالا دستی کے علاوہ، ایک خاص سازشی جذبہ، یہ بھی پوشیدہ ہے کہ:

مسلمان طلبہ، جب اس کے پڑھنے سے انکار کریں گے تو دوسرے، وہ طلبہ جو، ان کے ساتھی ہیں اور ''**وندے ماترم**'' پڑھنا جن کے نزدیک، قومی افتخار کی علامت ہے، اُن کے دلوں میں مسلم طلبہ اور عام مسلمانوں کے خلاف، جہاں ایک طرف، نفرت و دوری کا ذہن پیدا ہوگا، وہیں، دوسری طرف، ان مسلمانوں کی حبّ الوطنی پر بھی سوالیہ نشان، لگ جائے گا۔

اور اِس طرح، کشیدگی اور تناؤ کی وہ فضا پیدا ہو جائے گی جس کے لئے تقریباً، پچھتر (۷۵)

سال پہلے، سنگھ پریوار کی زیرِ زمین جدو جہد کا آغاز ہوا تھا۔

اس کے علاوہ، ان سب سے بڑی بات، یہ ہوگی کہ:

مسلمانوں کی توحید پرستی کا عقیدہ، مجروح اور جذبہ، دن بدن، ماند پڑتا جائے گا۔

اور چور دروازہ سے شرک کے داخلہ کا ایک ایسا باب کھل جائے گا، جو:

آگے چل کر، ان کی توحید پرستی کی عمارت نہیں، بلکہ بنیاد کو بھی کھوکھلا کر دے گا۔

اصل معاملہ، یہ ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ، ان کی تہذیب، ان کی زبان، اور ان کی ہر نشانی کو ملیا میٹ کرنے اور انہیں تعلیمی و ثقافتی اور تجارتی و اِقتصادی، ہر سطح پر، ہر شعبہ میں پسماندہ بنا کر، نمبر دو کا شہری بنانے کی ایک منظّم سازش ہے۔ اور اس کے لئے عارضی و مستقل تدابیر کی جتنی قسمیں ہو سکتی ہیں، ان سب کو بروئے کار، لایا جا رہا ہے۔

مال و زر، طاقت و قوت، اِختیار و اِقتدار کے بل بوتے پر، ترغیب و تشویق اور تخویف و ترہیب کی ساری ممکنہ صورتوں کو بڑی مہارت و چابک دستی کے ساتھ، آزمایا جا رہا ہے۔

اور بدقسمتی سے **میر جعفر و میر صادق** کی، ہندوستان میں، نہ پہلے کوئی کمی تھی اور نہ ہی آج ہے۔ **ننگِ آدم، ننگِ دیں، ننگِ وطن**، پہلے بھی کچھ لوگ ہوا کرتے تھے اور آج بھی ہندوستان کا کوئی صوبہ اور سرزمینِ دہلی، ایسے بدنصیب افراد سے خالی نہیں ہے۔

غیرت مند اہلِ اسلام کا شیوہ رہا ہے اور پوری تاریخِ اسلام گواہ ہے کہ:

شرک سے مسلمانوں نے کسی بھی مرحلہ میں، ایک لمحہ کے لئے بھی کبھی سمجھوتہ نہیں کیا ہے۔

نہ ہی اسلام نے کبھی اس کی اجازت دی ہے کہ:

اللہ کی ذات اور اس کی صفات میں کسی کو ایک لمحہ کے لئے بھی شریک کیا جا سکے۔

پیغمبرِ اسلام، حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے سامنے، کفار و مشرکین نے ایک بار، یہ تجویز رکھی تھی کہ:

تم، ہمارے معبودوں کی پرستش کرلو، ہم بھی تمہارے اللہ کو اپنا معبود بنالیں گے۔

تو انھیں، یہ قرآنی جواب ملا کہ:

قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ. لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ. وَ لَا اَنْتُم عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ. وَ لَا اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ. وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ. لَکُم دِیْنُکُمْ وَ لِیَ دِیْنٌ۔

ترجمہ: تم فرماؤ اے کافرو! نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو۔ اور نہ تم پوجتے ہو جو مَیں

پوجتا ہوں۔ اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا۔ اور نہ تم پوجوگے جو میں پوجتا ہوں۔

تمھیں، تمہارا دین اور ہمیں، ہمارا دین۔''

پھر، ایسی شکل میں مسلمان، شرک آمیز نظم ''وندے ماترم'' کیسے پڑھ سکتے ہیں؟

جب کہ ان کا دینِ اسلام، قطعاً، اس کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

اور اب تو سارے مسلمانانِ ہند پر فرض ہے کہ:

ان پر تھوپے جانے والے ''وندے ماترم'' کی ہر کوشش کے خلاف، پوری طاقت سے آواز اٹھائیں۔ اس کے لئے پُر امن جدو جہد کریں۔ اور انھیں جو دستوری و آئینی حقوق حاصل ہیں، اُن کی روشنی میں ہر مفید تدبیر، اختیار کریں۔

اور دلائل کے ساتھ ثابت کریں کہ:

''وندے ماترم'' کا لازم کیا جانا، اقلیتی طبقات کو آئینِ ہند کی طرف سے دی گئی مذہبی آزادی کے صریحاً خلاف ہے۔

اور کسی بھی حلقہ سے ''وندے ماترم'' کی حمایت میں جو بھی آواز اُبھرے، اس کا معقولیت کے ساتھ، دستوری ضمانت کے ساتھ، قانونی دفعات کے ساتھ، سماجی حقوق کے ساتھ، اور مذہبی عقیدہ کے ساتھ، بھرپور مقابلہ کیا جائے۔

اِس راہ میں اپنے بیگانے کی کوئی تفریق، نہ کی جائے۔ اور صدائے حق و انصاف، بلند کرنے میں، توحید پرستی کا اظہار و اعلان کرنے میں، کسی کی کوئی پروا، نہ کی جائے۔ کیوں کہ:

اگر چہ، بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں

ہمیں، ہے حکمِ اذاں، لَا اِلٰـــہ اِلَّا اللہ

(مطبوعہ ماہنامہ کنز الایمان، دہلی۔ شمارہ شعبان ۱۴۱۹ھ/دسمبر ۱۹۹۸ء۔ و ص۳۰۴ تا ص۳۱۰۔ نقوشِ فکر، مطبوعہ دہلی۔ ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)

یٰسٓ اختر مصباحی
دارُالقلم، قادری مسجد روڈ،
ذاکر نگر، جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
09350902937

مؤرخہ
۲۳/ جمادی الآخرہ ۱۴۳۷ھ
۲/ اپریل ۲۰۱۶ء
بروز شنبہ